کامیاب ہوئیں۔ ان کی پارٹی کے چار اور ممبران بھی کامیاب ہو گئے' تاہم میڈیا میں جس قدر انور ابراہیم کے حوالے سے خبریں آرہی تھیں' اس نسبت سے اس پارٹی کی مقبولیت کو دھچکا پہنچا ہے۔

اسلامی پارٹی ملایشیا نے ان انتخابات میں ۴۲ نشستوں پر انتخاب لڑا اور ۲۷ نشستیں حاصل کرلیں۔ ملے آبادی کے نصف ووٹ حزب اختلاف نے حاصل کیے۔ ملایشیا کی تاریخ میں پہلی بار اسمبلی کے اندر قائد حزب اقتدار اور قائد حزب اختلاف ملے ہوں گے' جب کہ قائد حزب اختلاف "پاس" کا نمایندہ ہو گا۔ "پاس" کی دوسری کامیابی یہ ہے کہ اس نے غریب کلنتان صوبے میں نہ صرف دوبارہ حکومت بنائی ہے بلکہ ترنگانو صوبے میں بھی اس نے ساری نشستیں جیت لی ہیں۔ ترنگانو کو یہ بھی خصوصیت حاصل ہے کہ ملک کے تیل کے ذخائر کا ۶۵ فی صد اس صوبے سے حاصل ہوتا ہے۔

ترنگانو میں کامیابی کے اعلان کے بعد شراب خانوں اور ڈانس گھروں کے مالکان نے اپنے لیے متبادل کاروبار تلاش کرنا شروع کر دیے ہیں (ہفت روزہ ایشیا ویک' ۱۰ دسمبر ۱۹۹۹)۔

"پاس" کی متوقع انتخابی پیش رفت روکنے کے لیے مہاتیر محمد کے معاشی پروگرام اور اقتصادی خوش حالی کی منزل کو انتخابی سلوگن بنایا گیا۔ شہرت یافتہ میڈیا اداروں کے ذریعے مضبوط و منظم مہم چلائی گئی۔ "پاس" کے امیدواروں کے بارے میں دکھایا گیا کہ یہ فرقہ پرست (communalist) ہیں' چینیوں' ہندوؤں اور ملایشیا کی دیگر اقلیتوں سے امتیازی سلوک کے علم بردار ہیں۔ عورتوں کو جبری طور پر حجاب پر مجبور کر دیں گے۔ شراب خانوں' تفریح کے مراکز' جوئے اور سٹے جیسی مروج اقتصادی اسکیموں کے مخالف ہیں' اور سب سے بڑی بات یہ کہ کلنتان کی اقتصادی پیش رفت میں کوئی غیر معمولی اضافہ نہیں ہوا۔ اس سب کے باوجود "پاس" نے نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ پارٹی کے نائب صدر مصطفیٰ علی نے واضح کر دیا کہ اقتصادی خوش حالی کی منزل اسلامی نظام سے ممکن ہے' شکست خوردہ "ایشین ٹائیگر" ماڈل سے نہیں۔

"پاس" کے قائدین: حاجی مصطفیٰ علی' عبدالہادی آوانگ اور سید ازمان احمد نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ کلنتان اور ترنگانو میں اقلیتوں کے ساتھ امتیازی سلوک نہ ہو گا۔ غیر مسلموں پر مجوزہ عائد ٹیکس کے حوالے سے انھوں نے کہا کہ پہلے سے عائد ٹیکسوں میں بھی چھوٹ دے دی جائے گی' تاہم قحبہ خانے' شراب خانے اور جوئے خانے کا اسلامی نظام میں جواز نہیں ہے۔ حجاب اختیار کرنے میں خواتین آزاد ہیں۔

انتخابات کے نتائج سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ جمہوری فضا میں اسلامی احیا پسندوں کو کام کرنے کا موقع دیا جائے' تو ان کے آگے بڑھنے کے امکانات موجود ہیں۔ اکثر ممالک میں' اقتصادی ترقی کے خواہاں' اسلام کے روایتی پیروکاروں اور اسلامی نظام کے نفاذ کے علم برداروں میں کش مکش بڑھ رہی ہے اور اسلامی احیا کے علم بردار جب اپنی بات عوام الناس تک پہنچا دیتے ہیں تو انھیں ووٹ بھی ملتے ہیں۔

تن دُرست رہنا ہر انسان کا حق ہے

تن دُرستی ہر انسان کی ذاتی ضرورت ہے، مگر تن دُرستی پاکستان کی بھی ضرورت ہے

تن سُکھ سے تن دُرست

پاکستان سے محبّت کرو، پاکستان کی تعمیر کرو، آزادی کا احترام کرو

ہر فردِ ملّت کا حق اور فرض ہے کہ وہ تن دُرست رہے، توانا رہے اور پوری طاقت اور توانائی کے ساتھ پاکستان کی تعمیر کا فریضہ سرانجام دے۔

تن سُکھ سے تن دُرست

مدینۃ الحکمہ (شہرِ علم وحکمت) کے باغِ نباتات میں کاشت کردہ مشہورِ عالم ایلوویرا اور نباتاتِ چنیدہ سے تیار کردہ تن سُکھ ایک بے مثل نباتی مرکب ہے۔ اس کا ہر قطرہ ضامنِ صحت ہے۔ عنوانِ تن دُرستی ہے۔

ہر کھانے سے پہلے چار چار چمچے نوشِ جان کیجیے اور دورانِ کار جب تھکن محسوس ہو تو پانچ چمچے پانی میں ملا کر نوشِ جان کیجیے اور ہر دم توانا رہیے اور ہمہ وقت چاق چوبند۔

تن سُکھ

ہر نونہال اور ہر نوجوان کی ضرورت

ہر کمزور اور ناتواں انسان کی حاجت

ہمدرد

مدینۃ الحکمہ — تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ

آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعاتِ ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی شہرِ علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

75

رسائل و مسائل

عائلی زندگی میں شکر و احسان کا رویہ

سوال: اگر عورت شوہر کے' شریعت کے مطابق' تمام حقوق پورے کرے' اس کے کہے بغیر ہر کام کرتی رہے' یعنی گھر کا ہر کام' شوہر کے معمولی سے معمولی کام بھی اپنے ہاتھ سے کرے' اور اس کے بچوں کی پرورش و دیکھ بھال کرے' تو کیا وہ اس چیز کی بھی مستحق نہیں کہ کوئی اس کے ان کاموں کی جھوٹے منہ سے بھی تعریف کر دے؟ اور اگر کبھی اس چیز کا احساس بھی دلایا جائے تو جواباً یہ کہا جائے کہ میرے اوپر کوئی احسان نہیں۔ اگر بیمار ہو جائے تو کئی دفعہ کہنے پر دوا ملے اور اس میں بھی ناگواری کا تاثر ملے۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر اگر عورت کو غصہ آجائے اور وہ یہ کہہ دے کہ اس سے تو بہتر ہے کہ میں خود کما کر کھالوں--- ظاہر ہے کہ یہ رشتہ تو خلوص اور احساس کی بنیاد پر ہی ہے تاکہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کا ہر طرح سے احساس ہو--- اگرچہ وہ گھر سے نہ گئی ہو' اور قطع تعلق بھی نہ کیا گیا ہو' تو اس سے نکاح پر اثر تو نہیں پڑتا؟ یا اصلاح کرنے کے لیے اگر یہ کہہ دے کہ آپ مجھ سے خوش نہیں تو مجھے چھوڑ دیں اور دل سے وہ ایسا نہ چاہتی ہو؟

جواب: آپ کے سوال میں دو پہلو غور طلب ہیں۔ ایک کا تعلق اسلامی معاشرت و اخلاق کے بنیادی اصولوں سے ہے' اور دوسرے کا تعلق اسلام کے قانون طلاق سے۔ قرآن کریم نے اسلام کے نظام معاشرت میں شوہر اور بیوی کے درمیان تعلق کو مودت و رحمت اور آنکھوں کی ٹھنڈک سے تعبیر کیا ہے۔ اس باہمی تعلق میں جذبۂ محبت' ایثار و قربانی اور خبرگیری کے ساتھ جذبۂ شکر کی بھی غیر معمولی اہمیت ہے۔ قرآن کریم نے انسانوں اور رب کریم کے درمیان تعلق کی ایک اہم بنیاد شکر کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝ (ابرٰھیم ۱۴:۷) اگر شکر گزار ہو گے تو میں تم کو اور زیادہ نوازوں گا اور اگر کفران نعمت کرو گے تو میری سزا بہت سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہم پر جو احسانات کیے ہیں' اس کا تقاضا ہے کہ اس کی مکمل عبدیت کے ذریعے شکر ادا کیا جائے۔ شکر کے نتیجے میں وہ ہم پر اپنی مزید رحمتیں اور نعمتیں نازل فرماتا ہے۔ یہی شکل قرآن و سنت نے انسانوں کے ساتھ ہمارے تعلق کے لیے تعلیم فرمائی ہے۔ چنانچہ اگر شخص اپنے والدین' اپنی بیوی اور دیگر

اقربا کے ساتھ شکر کا تعلق قائم نہیں کرتا، تو جادہ عدل سے ہٹ جاتا ہے۔

ایک شوہر عقد نکاح کے وقت گواہوں کے سامنے جس بات کا اقرار کرتا ہے وہ محض ایک خاتون کو حلال طریقے سے اپنے نکاح میں لانا نہیں ہے بلکہ ان تمام ذمہ داریوں اور حقوق و فرائض کی ادائیگی کا اقرار ہے جو شریعت نے ایک شوہر پر عائد کی ہیں۔ ان میں نہ صرف نان نفقہ اور دیگر سہولیات شامل ہیں بلکہ اس کی عزت و احترام اور محبت اولین اہمیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح عقد نکاح کے وقت ایک خاتون اس بات کا عہد کرتی ہے کہ وہ اپنے شوہر کے مال اور بستر کی پوری حفاظت کرے گی اور اس کی اولاد کی تربیت اسلامی روایات کے مطابق کرے گی۔ اس میں کہیں بھی اس بات کا ذکر نہیں آتا کہ وہ اس کے لیے کھانا، ناشتہ، چائے، گھر کی صفائی ستھرائی وغیرہ کرے گی۔

یہ کس طرح روا ہو سکتا ہے کہ ایک بیوی اپنے شوہر اور بچوں کے لیے صبح سے رات تک کھانا پکائے، گھر کی صفائی ستھرائی کرے، بچوں کے ہی نہیں، شوہر کے کپڑے دھوئے، استری کرے حتیٰ کہ شوہر کے موزے بھی، اور ان تمام احسانات کو یہ کہہ کر نظرانداز کر دیا جائے کہ ایسا تو کرنا ہی چاہیے تھا، اس میں کیا کمال کیا؟ قرآن و حدیث کے مطالعے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ گو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اچھی بیوی وہ ہے جسے دیکھ کر شوہر خوش ہو جائے لیکن شوہر کی توقعات اور مطالبات میں اسلام نے صرف ایک چیز کو بنیادی طور پر تسلیم کیا ہے اور وہ ہے شوہر کی ازدواجی ضرورت۔ وہ اس سے انکار نہیں کر سکتی الا یہ کہ کوئی عذر ہو (مرض یا بعض فطری وجوہات کی بنا پر اس قابل نہ ہونا)۔ اس کے علاوہ کسی معاملے میں یہ نہیں کہا گیا کہ اگر وہ کھانا خراب پکاتی ہے، کپڑوں پر استری نہیں کرتی، مکان کو خود صاف ستھرا نہیں کرتی، تو اپنے فرائض کی خلاف ورزی کرتی ہے۔ مگر عملاً صورت حال یہ ہے کہ بہت سے مرد ازدواجی زندگی کا تصور ہی یہ کرتے ہیں کہ ان کی بیوی ان کے لیے شاہانہ انداز میں قسم قسم کے لذیذ کھانے پکائے، نفیس چائے تیار کرے، گھر میں جدید ترین انداز کی زیبائش و تزئین کرے، اور تمام کام کاج کرنے کے بعد کبھی شکایت نہ کرے کہ وہ تھک گئی ہے بلکہ ان کی مزید خواہشات پوری کرنے کے لیے بھی ہر وقت تیار رہے۔

درحقیقت صرف ازدواجی تعلق ایک ایسی ذمہ داری ہے جو شریعت نے ایک بیوی پر ڈالی ہے۔ اس کے علاوہ تمام ذمہ داریاں ایک بیوی کی جانب سے شوہر کے لیے احسان اور صدقہ کی حیثیت رکھتی ہیں جس کا اجر، اور خود شوہر کی طرف سے اس کی تحسین لازمی ہے۔ دراصل شریعت کے ہر حکم کی بنیاد خود شریعت کے اصول پر ہے۔ ایک شوہر اگر مقدور رکھتا ہے، تو وہ اپنے لباس، گھر کے کام کاج اور کھانا پکانے کے لیے خدمت گار رکھ سکتا ہے، بازار سے کھانا لا سکتا ہے، یا جا کر کھا سکتا ہے، لیکن وہ اپنی ازدواجی ضرورت بازار سے پوری نہیں کر سکتا۔ گویا اس کے علاوہ بقیہ ذمہ داریاں اگر ایک بیوی خوش اسلوبی سے اور محض کام